بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ

عطا اور بخل — سورۃ اللیل کی آیات

۱۹ جون ۲۰۲۶ء

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورۃ آل عمران: ۱۰۲

سورة الليل - آيات ۵ تا ۱۱

﴿فَأَمَّا مَن أَعطىٰ وَاتَّقىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالحُسنىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِليُسرىٰ ۝ وَأَمّا مَن بَخِلَ وَاستَغنىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالحُسنىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلعُسرىٰ ۝ وَما يُغني عَنهُ مالُهُ إِذا تَرَدّىٰ ۝﴾

پس جس نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور بھلائی کی تصدیق کی تو ہم اسے آسانی کے لیے آسان کر دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے نیازی ظاہر کی اور بھلائی کو جھٹلایا تو ہم اسے مشکل کے لیے آسان کر دیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہو جائے تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

گزشتہ کل کتاب اللہ عزّ وجلّ کی کچھ آیات نے مجھے روک لیا اور مجھے ایک ایسے حال میں ڈال دیا کہ میری یہی خواہش ہے کہ کاش ہر مسلمان ان سے رنگا جاتا۔ برادرانِ اسلام! میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ مال کبھی میری نظر میں اتنا **حقیر** نہیں ہوا جتنا اس وقت ہوا جب میں اللہ عزّ وجلّ کے کلام کی یہ روشن آیات تلاوت کر رہا تھا۔ اور **بخل** کبھی میری نظر اور دل میں اتنا گھناؤنا نہیں لگا، اور مجھے کبھی اس میں ذلّت اور پستی کا یہ مفہوم اتنا واضح نہیں دکھا جتنا اس وقت دکھا جب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب کی یہ آیات پڑھ رہا تھا: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ﴾ یعنی مالدار ہونے کا ڈھونگ رچایا حالانکہ وہ فقیر ہے ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ، وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ﴾ — یہ **واقعی ایک عجیب سوال ہے** جو اس مال کو — جس میں لوگ کتنی بار فتنے میں پڑتے ہیں — اس کے مالک کے لیے بدشگونی بنا دیتا ہے۔ ہاں، یہ ایک ایسا سوال ہے جو مال کو اس کے مالک کے لیے بدشگونی بنا دیتا ہے، اور وہ سوال اللہ عزّ وجلّ کے اس ارشاد سے نکلتا ہے: ﴿وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ﴾

وہ شخص آخر کیا فائدہ اٹھائے گا اس مال سے جو اس نے ادھر ادھر سے جمع کیا اور پھر اس پر اس طرح بیٹھا رہا جیسے مرغی اپنے انڈوں پر بیٹھتی ہے — آخر کیا فائدہ اٹھائے گا جب اسے اچانک یہ پتا چلے کہ وہ **بدبختی کی کھائی** میں جا گرا ہے؟ کہاں ہے وہ مال جسے اب اس کی مدد کرنی چاہیے؟ کہاں ہے وہ دولت جسے اسے نکالنا چاہیے؟ کہاں ہے وہ امارت جس پر وہ ناز کرتا تھا — کہ اسے اس گھڑی اس کھائی سے نکالے جس میں وہ گر گیا اور جس سے کبھی نکلنا ممکن نہیں؟

اے اللہ کے بندو! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کے سامنے **دو تصویریں** رکھوں۔ **پہلی تصویر** اس انسان کی ہے جس نے اپنی مرضی سے فیصلہ کیا کہ مال کو اپنے لیے بدشگونی بنائے — مال کو اپنی بدبختی کا سامان بنائے — چاہے اسے یہ وہم ہو کہ اس مال سے وہ خوش ہے۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو مال کے پیچھے ہانپتا ہے جہاں سے بھی مال کی جھلک ملے؟ وہ اسے ہر طرف سے جمع کرتا ہے، پھر اسے اپنی تجوری میں ہندسوں سے بھرتا ہے اور بینکوں میں ادھر ادھر رسید جمع کرتا ہے — اور ان **مسکینوں** پر اپنی آنکھوں سے نظر ڈالتا

ہے جن کو بھوک نے چبا لیا، جن پر فقر نے ڈیرا ڈالا، اور جن کے پاس نہ مکان ہے نہ وہ گھونسلہ جہاں وہ پناہ لے سکیں — ان پر وہ ترچھی نگاہ ڈالتا ہے، **اکڑ اور تکبر** کے ساتھ۔ اور شاید فلسفہ بھی بگھارے اور کہے: ،میں نے محنت کی، پسینہ بہایا، اسی لیے میں نے جو جمع کرنا تھا جمع کیا۔ رہے یہ لوگ، تو انہیں ان کی **سستی** نے اس برے انجام میں ڈھکیل دیا ہے، پس یہ اپنی سستی کی سزا پائیں۔، — اور یہی وہ بات ہے جو اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکین کہا کرتے تھے جب وہ قرآن کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بذل و عطا کی طرف پکار سنتے:

سورۃ یٰس - آیت ۴۷

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَآءُ ٱللَّهُ أَطْعَمَهُۥٓ﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں: کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟

...آیت کے آخر تک، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام اللہ کی نعمت پر تکبر کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔ یہی **پہلی تصویر** ہے۔

اس انسان کا انجام کیا ہے جس نے مال کو ہر طرف سے جمع کیا، پھر اس مال پر اکڑ اور سرکشی کی؟ **میں یقین سے کہتا ہوں، اے اللہ کے بندو، کہ یہ انسان — لوگوں کا یہ گروہ — کبھی اس مال سے خوش نہ ہوگا۔** ظاہر میں یہ وافر مال خوشحالی اور چمک دمک کا سبب لگتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ اس کے وجود میں طرح طرح کی مصیبتوں اور بدبختیوں کو جگا دیتا ہے۔ اس انسان کو آپ اپنی کسی بھی گھڑی میں واقعی خوش نہیں پائیں گے۔ یہ مال — جیسا کہ میں نے آپ سے کہا — اس کے وجود میں **شومئ قسمت** بن جاتا ہے۔ یہ اسے بدبختی کے اسباب وراثت میں دیتا ہے، اور وہ کتنے زیادہ ہیں — سب کے سب اس کے گھر میں گھستے ہیں، سب کے سب طرح طرح کی بیماریوں کی صورت میں اس کے جسم میں گھستے ہیں۔ مال وافر ہے، تجوری بھری ہے، رصیدے کثیر ہیں — لیکن وہ رات و دن غم میں مبتلا ہے، رات و دن تنگی اور گھٹن میں مبتلا ہے۔ اور میں اس پر گواہ ہوں — میں نے کتنے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے ظاہر میں یہ حقیقت جھلک رہی تھی۔

رہی **دوسری تصویر** تو آیئے ہم اسے دیکھیں۔ کیا آپ نے اس دوسرے شخص کو دیکھا جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی ویسے ہی وافر مال اور کثیر دولت سے نوازا جیسے پہلے کو نوازا تھا، لیکن وہ **غریبوں اور محتاجوں** کو جہاں بھی ہوں ڈھونڈتا ہے؟ وہ ان کے گھونسلوں میں ان سے ملنے جاتا ہے، ان کے ٹوٹے پھوٹے گھروں میں ان کے پاس جاتا ہے، ان کے ساتھ گھل مل جاتا ہے، ان کے ساتھ ہونے سے انہیں خوشی دیتا ہے

اور ان کی صحبت سے خود بھی خوش ہوتا ہے۔ آیئے میں آپ کے سامنے یہ تصویر رکھتا ہوں — اور یہ کسی خیال سے کٹی ہوئی نہیں اور نہ ہی کسی وہم کی بُنی ہوئی ہے — بلکہ یہ **ایک حقیقت کی تصویر ہے، اے اللہ کے بندو** : ایک ایسے شخص کی تصویر جس کے جیسے بہت سے ہیں، جسے اللہ عزّ وجلّ نے امارت سے نوازا، جسے اللہ عزّ وجلّ نے عطا سے نوازا۔ وہ — اور **یہی اس کی خوشی کا راز ہے** — **مسکینوں کا حال تلاش کرتا** ہے۔ وہ ان میں سے ایک کے گھر میں داخل ہوا، اس خاندان کے پاس آیا اور ان کے ساتھ ان کے ٹوٹے پھوٹے گھر میں بیٹھا، اور گھر کی تمام علامتیں مصیبت، غم اور تنگی کی بات کر رہی تھیں، اور غم کے سائے خاندان کے تمام افراد — باپ، ماں اور بچوں — پر صاف نظر آ رہے تھے۔ اس نے اپنی جیب سے کچھ مال نکالا جو اس کی نظر میں ایک معمولی چیز تھی، لیکن خاندان کی نظر میں ایک ایسا خزانہ تھا جس کا انہوں نے خواب بھی نہیں دیکھا تھا — ایک ایسا خزانہ جس کی انہیں توقع نہ تھی۔ جب یہ خزانہ اس خاندان کی نظر میں آیا — اور وہ دینے والے کی نظر میں تھوڑا سا مال ہی تھا — جب یہ خزانہ اس خاندان کے سربراہ کے ہاتھ میں پہنچا، تو **بدبختی اور غم کے سائے فضا سے دفعتاً چھٹ گئے**، دلوں سے غم اور تنگی کی علامتیں یکایک مٹ گئیں۔ اس شخص نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دلوں میں بھرپور **خوشی** چھا گئی جو تھوڑی دیر پہلے گھٹن بھری تنگی میں بتلا تھے۔ اس نے چہروں کی طرف دیکھا تو **خوشی کی چمک** ان کے چہروں پر جگمگا رہی تھی۔ اس انسان نے دیکھا کہ اللہ عزّ وجلّ نے اسے اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ ان مسکینوں کے چہروں پر — مرد ہوں یا عورتیں، بڑے ہوں یا بچے — خوشی کے رنگ بھرے۔ مال کی یہ معمولی سی رقم نے اس انسان کے ذہن میں ایک ایسی **سرشاری** جگائی جیسی کوئی اور سرشاری نہیں، اس کے وجود میں ایک ایسی **خوشی** بھری جیسی کوئی اور خوشی نہیں۔ اور وہ اپنے آپ سے پوچھنے لگا: (کیا واقعی میں نے ایک ہی لمحے میں اس خاندان کے افراد کو کسمپرسی کی دنیا سے اور بدبختی کی تاریکی سے خوشحالی اور فرحت کی بلندیوں پر پہنچا دیا؟!)